مولانا حکیم محمد صادق سیالکوٹی

جدا سنت ہو قرآں سے تو رہ جاتی ہے پرویزی!

حرفِ بے صوت اندریں عالم بدیم
از رسالت مصرعِ موزوں شدیم (اقبالؒ)

قرآنِ مجید اللہ تعالیٰ کا کلام ہے جو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر نازل ہوا۔ یہ مسلمانوں کیلئے قانون ہے، دستور اور اساسی ضابطہ ہے۔ دارین کی فوز و فلاح اسی پر عمل پیرا ہونے میں ہے۔

ساڑھے تیرہ سو سال سے تمام امت اسے منزل من اللہ مانتی چلی آئی ہے۔ اور آج بھی اسلامیانِ عالم اس کے وحی ہونے پر ایمان رکھتے ہیں۔

کس کے کہنے پر ہم نے قرآن کو الہامی کتاب (REVEALED BOOK) مانا؟ صرف خواجہ بدر و حنین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کہنے پر ہم نے قرآن کو خدا کی زبان، وحی الٰہی مان لیا۔ اگر ساری آدم کی اولاد (بغیر نبی) مل کر ہمیں کہتی کہ یہ خدا کا کلام ہے تو ہم ہرگز باور نہ کرتے۔ اصلاً اسے وحی نہ مانتے ـــــ بخدا ہم نے صرف حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زبان پر اعتبار کر کے کتاب اللہ کو سینے سے لگا لیا۔ پس سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بات دین میں حجت ہے ـــــ محض حدیث کی بنا پر قرآن کلام اللہ مانا گیا ہے۔

تری حدیث ہے ام الکتاب کی تفسیر

آپ جانتے ہیں کہ یونی ورسٹیوں، کالجوں اور مدرسوں میں درسی کتابیں (TEXT BOOKS) پڑھائی جاتی ہیں۔ ان درسی کتابوں کی شرحیں بھی ہوتی ہیں۔ مذہبی مدارس میں متونِ حدیث، متونِ فقہ اور منطق، کلام، فلسفہ، اور ادب کے متون کی شروح بھی پڑھائی جاتی ہیں۔ جن سے ادق معانی و مطالب کی چٹانیں

پانی بن کر بہ نکلتی ہیں۔

ان تصانیف اور متون کی شرحیں لکھنا ہر کہہ و مہہ کا کام نہیں ہے۔ بڑے بڑے ائمہ اور علماء اصولِ شرح کی پابندی اور لغت اور زبان کی رعایت سے شرح کی خار دار وادی میں قدم رکھتے ہیں۔ پھر کہیں جاکر وہ شرحیں علمی دنیا میں مانی جاتی ہیں۔ یہ تو غیر نبیوں کی تصانیف اور ان کی شروح کا حال ہے۔ قرآنِ مجید کلام اللہ ہے، متنِ عزیز ہے۔ پھر کون تشریح کرے خدا کے کلام کی؟ — ایمان اور عقلِ سلیم کا جواب یہ ہے کہ:

اللہ کے کلام کی تشریح وہی کرسکتا ہے جس پر یہ وحی کا خزانہ نازل ہوا ہے۔ جیسا کہ ارشادِ خداوندی ہے:

"وَاَنْزَلْنَا اِلَیْکَ الذِّکْرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَیْهِمْ" (پ ۱۴ ع ۱۰)

"اور ہم نے آپ پر (اے پیغمبرؐ) یہ قرآن اتارا ہے تاکہ جو احکام لوگوں (کی ہدایت) کے لئے ان کی طرف بھیجے گئے ہیں، آپ ان کو اچھی طرح سمجھا دیں"۔

آیت کے الفاظ پر پھر غور کریں کہ "ہم نے آپ پر یہ ذکر (قرآن) اتارا ہے۔ "لتبین للناس" تاکہ آپ لوگوں کو سمجھائیں۔ ثابت ہوا کہ قرآنِ مجید کو سمجھانے، اس کے مطالب و معانی، مفہوم و منطوق بیان کرنے کا حق صرف رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہی حاصل ہے۔ کسی اور کو نہیں۔ اسی لئے آپ نے (خدا کے حکم سے) شرحِ قرآن پر پابندی لگا دی۔ فرمایا:

"من قال فی القرآن برایہ فلیتبوأ مقعدہ من النار" (مشکوٰۃ)

کہ جس نے اپنی رائے سے (حدیث چھوڑ کر) قرآنِ مجید کی شرح کی، وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنالے"۔

اب اگر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی قرآن سمجھائیں اور آپ کے مقابلے میں "طلوعِ اسلام" کے ایڈیٹر پرویز صاحب بھی قرآن سمجھائیں، حضور بھی قرآن کی شرح کریں اور پرویز صاحب بھی تفسیر بالرای کریں تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ غیر نبی شارحِ قرآن بن کر حضرت ختمی مرتبتؐ کا مقام چھیننے کی سعی نامراد کرنے کے علاوہ مذکورہ بالا فرمانِ نبوی کا مستوجب بھی ٹھیرے گا!

خدا کے کلام کی شرح نبی کے علاوہ کوئی نہیں کرسکتا کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ خدا تعالیٰ کے فلاں حکم کی تعمیل خدا کی مرضی کے مطابق کس طرح کرنی ہے۔ اور جب تک خدا کے حکم، قانون، دستور اور ارشاد کو اس کی مرضی کے مطابق نہ مانا جائے، اس کی پسند کی تعمیل نہ کی جائے، احکامِ خداوندی کی بجا آوری سے

عہدہ برآ نہیں ہو سکتے، خدا کی اطاعت کا فریضہ ادا نہیں ہو سکتا۔ جبکہ خدا کا پیغمبر بذریعہ وحی جان لیتا ہے کہ خدا کے فلاں حکم کی تعمیل کس طرح کرنی ہے۔ جیسا کہ حضور کو اللہ تعالیٰ نے القا اور الہام سے جتلا دیا کہ "اقیموا الصلوٰۃ" پر اس طرح عمل کریں۔ یعنی نماز قائم کرنے کا طریقہ بنا دکھا دیا۔ اور آپ نے وہ طریقہ امت کو سمجھا دیا جس پر چودہ سو سال سے امت عمل پیرا ہے۔ اسی طرح جب پیغمبر اوامر اور فرائض پر خدا کی مرضی کے مطابق عمل کرتا ہے تو وہ عمل امت کیلئے قانونِ خداوندی پر چلنے کے لئے راستہ بنا دیتا ہے جس کو شریعت کہتے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ قرآنِ مجید میں بار بار اطاعتِ رسولؐ، اتباعِ رسولؐ کی تاکید آئی ہے۔ تاکہ امت اپنے رسولؐ کے قول اور فعل کی روشنی میں گامزن ہو کر احکامِ خداوندی بجا لائے۔ یہ اصول کہ اتباعِ رسولؐ میں خدا کی حکم برداری ہے، نہ صرف ہمارے ہی لئے فرض ہے بلکہ تمام امم سابقہ پر بھی فرض تھا۔ جیسا کہ ارشادِ خداوندی ہے:

"وَاَنْذِرِ النَّاسَ يَوْمَ يَأْتِيهِمُ الْعَذَابُ فَيَقُولُ الَّذِينَ ظَلَمُوا رَبَّنَا أَخِّرْنَا إِلَىٰ أَجَلٍ قَرِيبٍ نُّجِبْ دَعْوَتَكَ وَنَتَّبِعِ الرُّسُلَ" (پ ۱۳، ع ۱۹)

"اور (اے پیغمبرؐ) ڈرائیے لوگوں کو اس دن سے کہ آئیگا ان پر عذاب، پس کہیں گے وہ لوگ جنہوں نے (پیغمبروں کی نافرمانی کر کے) ظلم کیا تھا، اے ہمارے رب، ایک مدت تک ہمیں مہلت دے تو قبول کریں ہم کہنا تیرا اور اتباع کریں ہم پیغمبروں کی!"

آیۂ بالا میں پیغمبروں کی اتباع نہ کرنے والوں کا ذکر ہے کہ جب وہ معذب ہوں گے تو کہیں گے، خداوندا! ہمیں تھوڑے سے دنوں کیلئے دنیا میں بھیج کر مزید مہلت دے۔ اب کہ ہم دنیا میں تیرا کہا مانیں گے۔ تیرے قانون کو سر آنکھوں پر رکھیں گے اور اس پر عمل کرنے کیلئے تیرے پیغمبروں کا اتباع کریں گے۔

"نجب دعوتك ونتبع الرسل" قابلِ غور ہے۔ یعنی خدا کے فرمان اور پیغمبرؐ کی اتباع!

اس سے ثابت ہوا کہ خدا تعالیٰ کا حکم، فرمان اور قانون، پیغمبروںؑ کی اطاعت اور اتباع سے بجالایا جا سکتا ہے۔ اور دنیا میں جتنے پیغمبرؑ آئے ہیں، سب کا اتباع ان کی امتوں پر فرض تھا۔ تاکہ خدا کے قانون پر پیغمبروںؑ کے طریق کے مطابق عمل ہو۔

یاد رہے کہ پیغمبروں (علیہم الصلوٰۃ والسلام) کے اقوال اور افعال سے آنکھ موند کر اللہ تعالیٰ کی وحی پر عمل نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ خدا کی مرضی اور اس کے حکم پر خدا ہی کی مرضی کے مطابق عمل کرنا ہے۔ اور خدا کی مرضی سوائے پیغمبرؑ کے کوئی نہیں جان سکتا۔ بس اتباعِ رسولؐ خدا کی عبادت کیلئے لازم ہے۔ راہِ رسولؐ

اختیار کرنے کے متعلق مزید ارشاد ہوتا ہے:

"وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلَىٰ يَدَيْهِ يَقُولُ يَا لَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُولِ سَبِيلًا"

(پ۱۹ ع ۱)

"اور جس دن ظالم اپنے دونوں ہاتھ کاٹ کاٹ کر کھائے گا (اور) کہیگا، کاش میں پکڑتا ساتھ رسول کے راہ!"

ثابت ہوا کہ رسول کا قول، فعل، اسوہ اور کردار امت کیلئے اپنانے اور عمل کرنے کے لئے فرض ہے کہ خدائی احکام، وحی کے فرائض، پیغمبر کے عمل سے قابلِ عمل بنتے ہیں۔ پس پیغمبر کی سنت اور حدیث سے ابار اور انکار کرنے والے وحی کے نور سے کچھ حصہ نہیں پا سکتے اور نہ ہی احکام خداوندی بجا لا سکتے ہیں۔ اور یہ بھی ثابت ہوا کہ رسول کی سنت اور حدیث قرآن کی مانند امت کے لئے حجت ہے۔ ارشادِ خداوندی ہے،

"قُلْ أَرَأَيْتُمْ مَا تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَرُونِي مَاذَا خَلَقُوا مِنَ الْأَرْضِ أَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمَاوَاتِ ۖ ائْتُونِي بِكِتَابٍ مِنْ قَبْلِ هَٰذَا أَوْ أَثَارَةٍ مِنْ عِلْمٍ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ" (پ۲۶ ع ۱)

(اے پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ان لوگوں سے) فرمایئے کہ بھلا بتاؤ تو سہی کہ اللہ تعالیٰ کے سوا جن کو تم پکارتے ہو، مجھ کو دکھاؤ کہ انہوں نے کیا پیدا کیا ہے زمین سے؟ یا آسمانوں کے بنانے میں ان کا کچھ ساجھا ہے؟ اگر تم اپنے دعوے میں سچے ہو تو میرے سامنے اس سے پہلے کی کوئی کتاب یا علمی روایت پیش کرو!"

قارئین کرام غور کریں کہ اس آیت میں دو باتوں کو حجت بتایا گیا ہے۔ ایک آسمانی کتاب، دوسری "اثارۃ من علم" کوئی علمی روایت یعنی پیغمبر کا قول یا حدیث۔ پس قرآنی آیت سے ثابت ہوا کہ صحیح سند سے پہنچی ہوئی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیث (اثارۃ) دین میں حجت ہے۔ اور حدیث کی حجیت کا انکار کرنے والا قرآنِ مجید کی آیت کے منکر کی مانند ہے۔

قرآنِ مجید اطاعتِ رسول، اتباعِ رسول کی تاکید سے بھرا پڑا ہے۔ بلکہ اطاعتِ رسول باعث ہے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی، جیسا کہ رب ذوالجلال نے ارشاد فرمایا ہے:

"مَنْ يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ" (پ۵ ع ۸)

کہ "جس نے اطاعت کی رسول کی، اس نے کہا مانا اللہ کا!"

اس آیت سے ثابت ہوا کہ اتباعِ رسول خدا تعالیٰ کی حکم برداری ہے۔ یعنی حضورؐ کی فرمانبرداری اور اور اتباع و اطاعت سے خدا کا حکم مانا جاتا ہے۔ اس لئے قرآنِ مجید میں باربار اطیعوا الرسول، اطیعوا الرسول کا ارشاد ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اتباع، اطاعت اور پیروی کرو۔ اور اتباعِ رسولؐ کا نقشہ احادیث پیش کرتی ہیں۔ پھر جو شخص حدیث کو دین اور حجت نہیں مانتا وہ اتباعِ رسولؐ نہیں کر سکتا۔ اور جب اتباعِ رسولؐ نہ کیا تو خدا کا حکم بھی ہرگز نہ مانا، دستورِ خداوندی پر کچھ عمل نہ کیا۔ اور اگر اپنی مرضی سے اپنی رائے سے عمل کیا تو " وَلَا تُبْطِلُوْا اَعْمَالَكُمْ " کی نص سے باطل ہو جائیگا —— ہرگز قبول نہ ہوگا !

متذکرۃ الصدر نصوصِ قرآنیہ سے یہ حقیقت اظہر من الشمس ہوگئی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اقوال و افعال (احادیث) کی شمعیں تا نورنیرین فروزاں رہیں گی۔ اور گم کردہ راہ انسانیت تا صورِ اسرافیل ہدایت پاتی رہے گی۔ قرآن کے اصولوں کی جزئیات اور تشریحات جو بہبطِ وحی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرما گئے ہیں وہ قیامت تک امت کیلئے بالکل قرآن کی طرح واجب العمل ہیں۔

قرآنی وحی سے اطاعتِ رسولؐ کی دائمی فرضیت کا آبِ حیات آپ نوش جان کر چکے ہیں۔ اب وہ "وحی" ملاحظہ فرمائیں جو گلبرگ لاہور میں رہنے والے پرویز صاحب پر نازل ہوئی ہے:

> "قرآن میں جہاں جہاں اللہ تعالیٰ اور رسول کی اطاعت کا حکم دیا گیا ہے، اس سے مراد امامِ وقت یعنی مرکزِ ملت کی اطاعت ہے۔ جب تک محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم امت میں موجود تھے، ان کی اطاعت 'اللہ رسول کی اطاعت' تھی اور آپ کے بعد آپکے زندہ جانشینوں کی اطاعت 'اللہ رسول کی اطاعت' ہوگی۔ اور اطاعت عربی میں کہتے ہیں زندہ کی فرمانبرداری کو!" (مقامِ حدیث جلد اول صـ۱۵۵)

ہم پرویز صاحب سے پوچھتے ہیں کہ آپ نے کس دلیل سے یہ کہا ہے کہ اطاعتِ رسولؐ سے مراد امامِ وقت یعنی مرکزِ ملت کی اطاعت ہے؟ آپ حدیث کے خلاف یہ پروپیگنڈہ کرتے تو تھکتے نہیں کہ حدیث دین نہیں، حجت نہیں، لیکن ساڑھے تیرہ سو سال سے ساری امت کے اس عقیدہ کے خلاف اپنی بے دلیل اور لایعنی بات کو دین بتاتے ہیں کہ اطاعتِ رسول سے مراد امامِ وقت کی اطاعت ہے۔ قرآن پر اتنا ظلم اور صاحبِ قرآن خواجۂ بدر و حنین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اتنی غداری کہ نفسانی خواہش کو قرآنی مراد کہا اور معصوم رسول کی مسندِ اطاعت پر غیر معصوم امتی کو بٹھا دیا ——

—— افسوس صد افسوس

زمیں کیا آسماں بھی تیری کج بینی پہ روتا ہے
غضب ہے سطرِ قرآں کو چلیپا کر دیا تو نے!

جب پرویز صاحب کے پاس اطاعتِ رسول سے مراد امام وقت کی اطاعت لینے کی کوئی دلیل نہیں، اور ہے بھی تیرہ سو سال کی تمام امت کے اجماع کے خلاف، تو پھر یہ ہوائے نفس، الحاد، خدا تعالیٰ کے نزدیک مردود ہے۔ اصل میں یہ ہے خانہ ساز اسلام جو پرویز صاحب کے ہاں طلوع ہو رہا ہے۔ خدا اس "طلوعِ اسلام" کی تاریکی سے مسلمانوں کو محفوظ رکھے!

پرویز صاحب کی یہ حرکت بالکل ایسی ہے جیسے کوئی کہے کہ طباشیر سے مراد سنکھیا، دودھ سے مراد راب، شہد سے مراد کولتار، انگلینڈ سے مراد پاکستان اور طبیب سے مراد انجن ڈرائیور ہے ——— ایسے شخص کو آپ ضرور جاہل اور پاگل کہیں گے۔ لیکن پرویز صاحب کا اطاعتِ رسول سے مراد امامِ وقت یعنی کسی ملک کے بادشاہ یا صدر کی اطاعت مراد لینا پاگل مذکور کے جنون سے بڑھ کر یاوہ گوئی اور ہذیان ہے۔ اگر اطاعتِ رسولؐ، رسولؐ کی زندگی تک ہی تھی اور آپؐ کی وفات پر آپؐ کی اطاعت، فرمانبرداری، قول، فعل، کردار، سیرت، اسوہ، سنت اور حدیث سب کچھ ختم ہو گیا، تو اسلام کا نام نشان کہاں باقی رہ گیا؟ جبکہ اسلام نام ہی اسوۂ مصطفےٰؐ اور سنتِ خیر الوریٰ کا ہے ——— ولکم فی رسول اللّٰہ اسوۃ حسنۃ ———!

مسلمان ساڑھے تیرہ سو سال سے اس عقیدہ پر ہیں کہ ان کا دین، ایمان اور اسلام صرف اطاعتِ رسولؐ ہے جو درحقیقت اللہ کی اطاعت ہے۔ لیکن پرویز صاحب نے حضورؐ کی وفات کے ساتھ ان کی اطاعت، قول، فعل اور سیرت کو بھی (خاکم بدہن) دفن کر دیا ہے! ——— باقی رہ گیا قرآن، تو اس سے پرویز صاحب آپ نپٹ لیں گے۔

کس قدر اندھیر ہے کہ قوموں کے لیڈروں، مذہبی پیشواؤں، بزرگوں اور ولیوں کے اقوال و افعال اور کارنامے تو ان کی زندگی کے بعد بھی لوگوں کیلئے مشعلِ راہ ہوں، ان کے سوانح و حیات آنے والی نسلوں کو سکولوں، کالجوں میں پڑھائے جائیں، لیکن سید الکونین، سید الثقلین، سید العرب والعجم، سید ولد آدم، سید العالمین، رحمۃ للعالمین، خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اقوال و افعال، اطاعت، سیرت، اسوۂ سب کچھ آپ کے دنیا سے تشریف لیجانے کے ساتھ ہی ختم ہو جائے ——— اس سے بڑھ کر قرآن دشمنی، رسول دشمنی اور اسلام دشمنی اور کیا ہو سکتی ہے؟ دراصل پرویز صاحب نے اسلام پر یہ ایسا خوفناک حملہ کیا ہے کہ اسلام کو ایسا زہرہ گداز حادثہ

کبھی پیش نہیں آیا —!

رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا قول، فعل، سنت اور حدیث (اطاعت) نسیاً منسیا کر کے آپؐ کو قرآن سے جدا کر کے پرویز صاحب قرآن پر یوں قبضہ کرتے ہیں:

"قرآنِ کریم میں بجز چند تفصیلی احکام کے اصول بیان ہوئے ہیں۔ ان اصولوں کی روشنی میں ہر زمانے کے مسلمانوں کا اجتماعی نظام (جیسے بھٹو کی اسمبلی۔ مرکزِ ملتِ اسلامیہ پاکستان) اپنے زمانے کے تقاضوں کے مطابق جزئی احکام مرتب کریگا۔ ان احکام کا نام شریعت ہے۔" (مقامِ حدیث جلد دوم ص ۴۰۲)

جب رسولِ رحمت کے ارشادات ان کی زندگی کے بعد درخورِ اعتنا نہ رہے تو حضورؐ کا تعلق قرآن سے ٹوٹ گیا۔ اس لئے پرویز صاحب قرآنی اصولوں کی تشریح بجائے آپؐ کے، امامِ وقت (صدرِ مملکت) سے کراتے ہیں۔ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، قربانی — وغیرہ کی تشریح اس مشینی اور راکٹی دور کے تقاضوں کے مطابق چاہتے ہیں۔

ساڑھے تیرہ سو سال کے اندر آج تک تو کوئی مرکزِ ملت، امامِ وقت، مسلمانوں کا اجتماعی نظام ایسا نہیں ہوا جس نے قرآنی اصولوں کی تشریح زمانے کے تقاضوں کے مطابق کی ہو۔ البتہ امامِ وقت کی اسامی جو تیرہ سو سال سے خالی چلی آرہی ہے۔ اس کے سب سے بڑے امیدوار پرویز صاحب ہی ہیں۔ اب یہ قرآنی اصولوں کی تشریح دورِ حاضر کے تقاضوں کے مطابق کریں گے بلکہ کر رہے ہیں۔

زمانے کے تقاضوں کے مطابق قرآنِ کریم کی تشریح کرنے میں سب سے بڑی رکاوٹ اطاعتِ رسولؐ، ارشاداتِ سید المرسلینؐ یعنی حدیث ہے۔ پرویز صاحب نے اس رکاوٹ کو بیک جنبشِ قلم دور کر دیا ہے۔ سنئے:

"لیکن دین میں حجت کے طور پر وہ (حدیث) نہیں پیش کی جا سکتی۔ اس کو دین بنا لینے سے سب سے بڑا نقصان یہ ہوا ہے کہ قرآنِ کریم جو سراسر زندگی ہے، حجاب میں آگیا ہے۔" (مقامِ حدیث ج ۱، ص ۱۶۸)

جب حدیث جو تشریحِ قرآن ہے، دین سے خارج ہو گئی تو پھر پرویز صاحب زمانے کے تقاضوں کے مطابق جو سلوک قرآن سے کریں گے، وہ ظاہر ہے۔ مثلاً "اقیموا الصلوٰۃ و آتوا الزکوٰۃ" کا مطلب زمانے کے تقاضے کے مطابق انہوں نے یہ بیان کیا ہے:

"قانونِ خداوندی سے ہم آہنگی کے ذریعے نفسیاتی تغیر اور ربوبیتِ عامہ (انسانیت کے

نشوونما) کے اسباب و ذرائع کی فراہمی !" (سلیم کے نام خطوط ص ۲۱۳ سطر ۱۳/۱۰)
قرآنِ مجید میں ہے کہ فرشتے دوزخیوں سے پوچھیں گے "کیا چیز تمہیں دوزخ میں لے آئی ہے؟"
تو وہ جواب دیں گے :

"لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّينَ ۔ وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِينَ"

کہ "ہم نماز نہیں پڑھتے تھے اور نہ ہم محتاج کو کھانا کھلاتے تھے ۔"

"سلیم کے نام خطوط" میں پرویز صاحب مذکورہ آیتوں کا مطلب زمانے کے تقاضے کے مطابق یوں لکھتے ہیں :

"ہم نے نظامِ صلوٰۃ قائم نہیں کیا تھا ۔ یہ نظامِ صلوٰۃ اگلی آیت میں مذکور ہے" ہم نے غریب کی روٹی کا بندوبست نہیں کیا تھا !"

پس "اقامتِ صلوٰۃ کے معنی ہوئے "غریب کی روٹی کا بندوبست کرنا" !

شاید "زمانے کے تقاضے کے مطابق" پرویز صاحب اس آیت " واذا قاموا الی الصلوٰۃ قاموا کسالیٰ" کا ترجمہ یوں کرتے ہوں گے کہ " جب غریب کی روٹی کا بندوبست کرتے ہیں تو بڑی سستی سے کام لیتے ہیں !" ــــــ اور اس آیت " واذا نودی للصلوٰۃ من یوم الجمعۃ فاسعوا الی ذکر اللہ وذروا البیع" کا ترجمہ یوں کریں کہ : " جب جمعہ کے دن غریب کی روٹی کے لئے پکارا جائے تو . . . . الخ !" ــ ہائے روٹی!
اسی طرح احادیث وسنن سے بے پروا ہو کر جب پرویز صاحب قرآن کے من مانے معنے، مطلب اور تفسیر بالرائے کرتے ہیں تو پھر قرآن "قرآن" نہیں رہتا ، اس کی جگہ پرویزی آجاتی ہے ۔ جس کو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیش کردہ اسلام سے کوئی تعلق واسطہ نہیں رہ جاتا ؎

جدا سنت ہو قرآں سے تو رہ جاتی ہے پرویزی !

اور :

؎ احکام ترے حق ہیں مگر اپنے مفسر ،
تاویل سے قرآں کو بنا سکتے ہیں پا ژند !

انا للہ وانا الیہ راجعون !